



سوال

(13) چاند اور سورج کی جگہ

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سورج اور چاند آسمان پر ہیں یا اس سے اوپر ہیں تفصیل سے وضاحت کریں؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحیحہ السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

قرآن کریم کی بہت سی آیات سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ دنیا والے آسمان میں ہیں۔ مثلاً

وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاءَ لَدُنْيَا بِمِصْبَاحٍ (الملک: ۵)

”ہم نے آسمان دنیا کو چراغوں سے زینت والا بنایا۔“

إِنَّا زَيَّنَّا السَّمَاءَ لَدُنْيَا بِزِينَةٍ لِّكَوَاكِبِ (الصافات: ۶)

”ہم نے آسمان دنیا کو ستاروں کی زینت سے بارونق بنا دیا ہے۔“

ان آیات میں صراحتاً بیان ہے کہ آسمان دنیا کو چراغوں سے مزین کیا گیا ہے اور ایک جگہ اللہ نے فرمایا:

وَجَعَلَ لِّلشَّمْسِ مِزَاجًا (نوح: ۱۶)

”اور سورج کو اللہ تعالیٰ نے چراغ بنا دیا۔“

مطلب سورج بھی ان چراغوں میں سے ہے۔ جب اللہ نے یہ فرمایا کہ آسمان دنیا کو چراغوں سے مزین کیا گیا ہے تو پھر سورج اور چاند ان چراغوں میں شامل ہوئے۔

اور وہ بھی آسمان دنیا کی زینت ہوئے۔ باقی ایسی کوئی واضح آیت نہیں ہے جو ارقام الحروف کی نظروں سے گزری ہو۔ واللہ اعلم بالصواب!



باقی آسمان کے متعلق قرآن یا حدیث میں ایسی کوئی آیت یا حدیث نہیں ہے جس میں بتایا گیا ہو کہ کس سے بنے ہوئے ہیں یا ان کا مادہ کیا ہے؟ لہذا اس کے متعلق جو بھی کہا جائے گا وہ صرف قیاس آرائی ہوگی۔ دراصل لغت کی کتابوں میں یہ صراحت ہے کہ ہر وہ چیز جو زمین سے اوپر ہوں اس کو سماء کہا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ بادلوں کو گھر کی صحت کو سماء کہا جاتا ہے جس طرح حافظ ابن حجر رحمہ اللہ علیہ بخاری کی شرح فتح الباری ص ۲، ص ۱۹ میں لکھتے ہیں:

(("قوله سماء" اي مطروا لطلق عليه سماء لكونه ينزل من جتية السماء وكل جتة علوشمسى سماء))

اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ زمین سے اوپر کے تمام عالم کو سماء کہا جاتا ہے اسی طرح لغت کی دوسری کتابوں میں بھی یہی بیان ہے اس حقیقت کو ذہن نشین کرنے کے بعد آپ کو سمجھ آ جائے گا کہ کتاب وسنت میں جو سات آسمانوں کا ذکر آتا ہے اس سے مراد عالم بالا کے سات حصے ہیں جن کو درجہ بدرجہ سات طبقتوں میں تقسیم کیا گیا ہے جو ایک دوسرے کے اوپر قریب قریب اس طرح ہیں۔

زمین

باقی ہر ایک آسمان کی حد کہاں سے شروع ہو کر کہاں ختم ہوتی ہے۔ اس حقیقت کا ادراک صرف اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی ذات کو ہے اور قرآن میں جو فرمایا گیا ہے: **سَبْعَ سَمَاوَاتٍ طِبَاقًا** اس سے یہ مطلب سمجھنا غلط ہے کہ آسمان کوئی لوسے، لکڑی، یا کسی دوسری چیز کا بنا ہوا ہے جو کو ایک دوسرے پر ترتیب وار رکھا گیا ہے کیونکہ "طبقة" کا محسوس چیز کے علاوہ معنوی اور غیر مرئی وغیرہ وغیرہ غیر محسوس چیز پر بھی اطلاق ہوتا ہے۔

مثلاً کہا جاتا ہے، مزدور طبقہ، امیر طبقہ، یا معاشرتی طبقہ یا سوسائٹی کے طبقات ان تمام الفاظ میں ایک غیر محسوس مرئی چیز بولا گیا ہے جس طرح ظاہر ہے۔ اسی طرح سات آسمانوں کو بھی یوں سمجھو کہ وہ زمین سے اوپر عالم بالا کے سات حصے ہیں۔ جو کہ ایک دوسرے کے اوپر ہیں اور ایک دوسرے سے کچھ غیر مرئی اور مشاہدہ میں نہ آنے والی حدود کے ساتھ علیحدہ ہیں۔

مثلاً جس طرح سمندر کا پانی کڑوا ہے لیکن اس میں بھی چند جزئیہ مٹھے پانی کے ہوتے ہیں وہ پانی میں اس طرح ملے ہوئے ہیں کہ ان کے درمیان نظر آنے والی کوئی آڑی حد نہیں ہے تاہم وہ ایک دوسرے سے علیحدہ ہیں اسی طرح زمین سے اوپر جو آسمان ہیں اور غیر محدود فضا نظر آ رہی ہے اس کے بھی سات حصے ہیں جو ایک دوسرے کے اوپر ہیں ان کو سات آسمان کہا جاتا ہے جس کی شروع ہونے والی ختم ہونے والی حدود کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اور ایک دوسری بات بھی ذہن نشین کرنا ضروری ہے کہ لاء الاعلیٰ اور جنت وغیرہ ہم سے اوپر عالم بالا میں ہیں۔

گویا ہیں تو وہ آسمانوں میں مگر ہماری نظروں سے مخفی ہیں جس طرح زمین پر اگرچہ فرشتے ہیں مثلاً ہر ایک انسان کے ساتھ دو دو فرشتے ہیں جو اس کی حفاظت اور نامہ اعمال کو لکھنے کے لیے صبح اور شام کی نمازوں کے وقت تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ پھر اوپر جا کر اللہ تعالیٰ کو خبر میں جینے والے، جمعہ کے دن مسجد کے دروازوں پر بیٹھ کر آنے والوں کے نام لکھنے والے، مختلف اوقات میں اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کی خاطر آنے والے مطلب کہ بے شمار فرشتے زمین پر ہیں مگر ہم ان کو دیکھتے نہیں ہیں۔ اسی طرح جنات کا بھی یہاں پر عالم ہے مگر وہ عالم بھی ہماری محسوسات سے ماوراء ہے۔ ہم ان سب پر ایمان رکھتے ہیں کہ وہ ہیں مگر ہم ان کو دیکھ نہیں سکتے۔

اسی طرح عالم بالا کے معلولہ کو سمجھا جائے کہ اس کو بھی ہمارے مشاہدے سے دور رکھا گیا ہے تاکہ ہم اس پر ایمان بالغیب لاسکیں۔ اور اس سے آپ کو یہ بھی معلوم ہوگا کہ قرآن وحدیث میں جو آسمان کے دروازوں کا ذکر آتا ہے اس سے مراد عالم بالا کے وہ دروازے ہیں جو ہم لکنا بھی اوپر چڑھ جائیں مگر ان کو دیکھ نہیں سکتے۔ کیونکہ وہ ہیں تو اگرچہ دور مگر وہ بھی غیب کے عالم سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہی سبب ہے کہ قیامت کے دن یہ غیب غیب نہیں رہے گا اور فرشتے وغیرہ ظاہر طور آنکھوں کے سامنے نظر آئیں گے اور آسمان کے دروازے بھی نظر آئیں گے۔



لیکن اس وقت انسانی آنکھوں پر پردہ رکھا گیا ہے تاکہ وہ غیب پر ایمان لاسکیں اور محض اللہ سبحانہ و تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے ارشادات عالیہ پر یقین کامل رکھ سکیں۔ لہذا چونکہ معراج کی رات آپ ﷺ کو ملاء الاعلیٰ کی سیر کروائی گئی۔ جنت و جہنم دکھائی گئی انبیاء کرام علیہم السلام سے ملاقات کروائی گئی۔ بیت المعمور اور سدرة المنتہی اور دوسرے بہت سارے عجائب قدرت کا مشاہدہ کروایا گیا۔ اس لیے اس بیان میں دروازوں کے کھولنے کا تذکرہ آتا ہے یعنی وہ دروازے کھولے گئے۔ جو عالم بالا میں ہماری آنکھوں سے مستور عالم کے دروازے ہیں۔

مطلب یہ کہ آسمان تو برابر سات میں مگر وہ سات آسمان دیکھنے میں ایک ہی آسمان نظر آتے ہیں، یعنی وسیع اور غیر متناہی فضا (SPACE) اور دوسرے سات آسمان شرعی وہ ہیں جو اس فضا میں ہیں مگر انسانی نظروں سے ان کو مخفی رکھا گیا ہے اور جو سورج چاند وغیرہ نظر آرہے ہیں وہ اس کے دروازے نہیں ہیں کیونکہ محسوس اور مرئی چیزیں ہیں ان پر انسانی دسترس ہو سکتی ہے جس طرح تیسرے سوال کے جواب میں عرض رکھوں گا بہر حال وہ عام سراسر غیب ہی غیب ہے جس کا اس دنیا میں ماسوا انبیاء کے کسی کو مشاہدہ نہیں کرایا جاتا اور ہمیں غلطی صرف اس لیے لگی ہے کہ ہم شرعی آسمان اور ہم سے اوپر کے عالم بالا کی محسوس چیزوں کو ایک ہی سمجھتے ہیں۔ ورنہ اگر دونوں کو الگ الگ قرار دیا جائے تو نہ کوئی شبہ پیدا ہوتا ہے اور نہ ہی کوئی اعتراض وارد ہوتا ہے۔ یہ بات ہر کوئی سمجھ سکتا ہے یہ تمام چیزیں جو اوپر او نیچے نظر آتی ہیں ان کا تعلق دنیا سے ہے یہی وجہ ہے کہ سورج، چاند اور ستاروں کو زمین کی روشنی اور انسانوں کی رہنمائی کا ذریعہ بنایا گیا ہے۔

جس طرح قرآن کریم میں ہے :

وَبِالنَّجْمِ بُمُتَّبِعُونَ (النحل: ۱۶)

”اور ستاروں سے بھی لوگ راہ حاصل کرتے ہیں۔“

پھر جو چیزیں انسان کی نظر اور مشاہدے میں آتی ہیں وہ غیب کی چیزیں نہیں ہیں کیونکہ غیب کی چیزوں تک انسانی دسترس حاصل نہیں۔

خلاصہ کلام! ان محسوسات اور کائنات کے مشاہدہ میں آنے والی چیزیں اور غیب کی چیزوں میں فرق کرنا ضروری ہے۔ (پھر چاہے وہ زمین پر ہوں یا عالم بالا میں ہو) محسوسات کو غیب کی چیزوں سے متحد و متفق قرار دیا جائے گا تو کوئی مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ خود لفظ محسوس اور غیب آپس میں مخالفت ہیں۔ محسوس کو حواس خمسہ (Fivefuisas) سے محسوس کیا جاسکتا ہے۔ لیکن غیب کی چیزوں کو محسوس کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں ہے یہاں کسی کو اگر اللہ تعالیٰ اس پر مطلع کر دے تو الگ بات ہے ورنہ ہمارے پاس اس کا کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ بس یہی فرق اگر سمجھ میں آجائے تو تمام اعتراض ختم ہو جائیں گے۔ مختصر الفاظ میں یوں سمجھیں کہ عالم بالا میں جو ہمیں سورج، چاند اور بہت ساری عجیب چیزیں نظر آتی ہیں وہ ملاء الاعلیٰ نہیں ہیں اور نہ ہی وہ آنکھوں سے مستور عالم بالا سے ہیں جن کے دروازے معراج کی رات کھولے گئے تھے بس یہی وہ چیز ہے جس کو ذہن نشین کرنے کی ضرورت ہے جس پر غور و فکر کرنے سے کافی مشکلات ان شاء اللہ کم ہو جائیں گی۔

اس کے متعلق مزید وضاحت تیسرے سوال کے جواب میں عرض رکھوں گا تاہم ان باتوں کو خوب ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ آنے والے سوالات کے جوابات کو سمجھنے میں آسانی ہو سکے۔

هذا ما عندي والله اعلم بالصواب

فتاویٰ راشدیہ

صفحہ نمبر 102



محدث فتویٰ